

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232818

UNIVERSAL
LIBRARY

هو اللطيف

اسلامي مجلس مذاكره علميه كلكته

نمبر ۱

اين تحريري است بعبارت اردو

بتلخيص مضامين رساله اثبات جواز واستحباب عمل مولد شريف مصنفه

عالمجناب مولوي محمد وجيه صاحب

نكاشته

جناب مولوي ابوالقاسم عبد الحكيم صاحب

و بر خوانده

بدومين و سومين ماهانه جلسات سال اول مجلس مذكور الفوق

حسن انعقاد يافتہ ۲۳ شهر ذي القعدة الحرام

و ۲۷ شهر ذي الحجة الحرام سنه ۱۲۷۹ هجري قديمي

بخانه

جناب مولوي عبد اللطيف خان بهادر

از طرف مجلس مدوح

بمطبع پينست مشن پريس واقع دارالامارت كلكته بقالب طبع درآمد

۱۲۸۲ هجري قديمي

هو اللطيف

اسلامي مجلس مذاکره علميه کلکته

نمبر ۱.

این تحریري است بعبارت اُردو

بتلخیص مضامین رساله اثبات جواز استحباب عمل مولد شریف مصنفه

عالمجناب مولوي محمد وجیه صاحب

نکاشته

جناب مولوی ابوالقاسم عبد الحکیم صاحب

و بر خوانده

بدومین و سومین ماهانه جلسات سال اول مجلس مذکور فوق

حسن انعقاد یافته ۲۳ شهر ذی القعدة الحرام

و ۲۷ شهر ذی الحجة الحرام سنه ۱۲۷۹ هجری قدهی

نخاسته

جناب مولوي عبد اللطيف خان بهادر

از طرف مجلس مدوح

بمطابع پبلیست مشن پریس واقع دارالامارت کلکته بقالب طبع درآمد

۱۲۸۲ هجری قلدسي

پیترن

یعنی

حامی و مربی مجلس

جناب معلی القاب آنر بل سیسل بیٹن صاحب بہادر
نواب لٹرنلٹ گورنر بنگالہ

صدر مجلس و صدر کمیٹی انتظامی

مالیچند صاحب مولوی محمد وجیہ صاحب

نائبان صدر

مالیچند صاحب قاضی عبد الباقی صاحب

مالیچند صاحب مولوی حافظ حبیب احمد صاحب

ممبران کمیٹی انتظامی

جناب منشی امیر علی خان بہادر

جناب مولوی سید اعظم الدین حسن خان بہادر

جناب مولوی عباس علی خان صاحب

جناب منشی حبیب الحسن صاحب

جناب لسان السلطان محمود الدولہ منشی مقدر علی خان بہادر

جناب ناخدا حسن ابراہیم بن جوش صاحب

جناب مولوی محمد عبد الرؤف صاحب

جناب مولوی ذیل الدین احمد خان بہادر

جناب مولوی ابوالقاسم عبد التکیم صاحب

جناب مولوی عبد الحق صاحب

سکرپٹری مجلس و ممبر و سکرپٹری کمیٹی انتظامی

جناب مولوی عبد اللطیف خان بہادر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعلنا في امة خاتم المرسلين * وجعله شافعاً لنا يوم الدين *
 وشرف علماءنا بانواع الفضائل والتبجيل * حتى اجرحى على لسان رسوله الجليل
 النبيل * علماء امتي كانبیاء بنی اسرائیل * فاشكروا على آلائه الوفرة وافضاله الباهرة
 بالشكر الجميل * وسبحوا الحمد في البكور والاصيل * والصلوة والسلام على من هو الباعث
 لتشريفنا بهذه المكارم دون غيرنا * والدافع عما كَلَّ ضررنا * والرافع عما كَلَّ
 شَرُّنا وطيرنا * وعلى آله واصحابه شمس الهداية والايقان * وبدو الفضائل والعرفان *
 بعد اسك حضرات حاضرین برتر تمکین ایدہم اللہ بالایں المتین کی خدمات
 عالیہ میں گذارش یہی ہے کہ جلسہ ماضیہ میں جو ۱۲ شہر شوال المکرم سنہ ۱۲۷۹ ھ
 ۲ ماہ اپریل سنہ ۱۸۶۳ ع کو حسن انعقاد پایا تھا اور جسکے انعقاد سے حضرت گرامی
 منزلت بانی جلسہ کی غرض اصلی یہی دو باتیں تھیں ایک بیان کرنا فوائد و منافع بنا
 ایک مجالس مذاکرہ علمیہ کا طبقہ علیہ اسلامیہ میں جسکے جلسے ہر قمری مہینے میں
 ایک بار منعقد ہوا کریں مگر بعروض اور دوسرا پڑھا جانا رسالہ جواز و استحباب عمل مولد
 شریف کا جسکو جذاب مستغنی عن المحامد واللقاب صدر العلماء بدر الفقہا امام المحدثین
 ہمام المفسرین مالک اصول الفقہ و الاحکام نعمان هذا العصر و الايام رئیس المدرسین مفید
 الطالبین حضرت مولانا استادنا المستغنی عن ذکر اسمہ الشریف بعد بیان رسمہ المذیف^۱

۱ عالیجناب مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول عربی بھرہ مدرسہ عالیہ تلمکثہ

ادام اللہ ظلال عواطفہ علی رؤسذائے زبان فارسی میں تصنیف فرمایا ہی • چنانچہ پہن انجام غرض اول کے بسبب رات زائد آ جانے کے اس رسالہ متبرکہ سے صرف تبرکا چند اوراق ابتدائی مشتمل بر مبادی رسالہ پڑھ گئے اور قرأت ما بقی اس جلسہ پر موقوف رہی بعد اوسکے حضرت مولانا محتشم الیہ نے اس خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ چونکہ اکثر مضامین اوسکے متعلق بجواب لفظی ادائے مزعومۂ مخالفین ہیں جو صرف واسطے تشفی تام اور دفع خدشات و اوہام طلبہ علوم مرقوم ہوئے ہیں اور جنکا اس مجلس عالی میں پڑھا جانا محض تصدیق وقت سامعین ہی اس واسطے مناسب یہہ ہی کہ تو اون مضامین کو اس رسالے سے الگ کر اور بعد اس انتخاب کے اوسکو بزبان اردو ترجمہ کر دال کیونکہ اسکی فارسی عبارت بھی خالی از دقت و اشکال نہیں ہی اور اکثر مسائل علوم دینیہ کے مذاکرہ میں تعمیم کا لحاظ رکھنا بہت ضرور ہی پس خاکسار نے اس فرمان واجب الاذعان کا بجا لانا اپنے ذمے واجب و لازم سمجھا •

اب اصل مطلب کی گزارش کیجاتی ہی

جانا چاہئے کہ انعقاد مجلس عالیہ میلاد برکت و سعادت بذیاد حضرت خیرالعباد صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم النذاز جس طرح پدر کہ سنہ ۶۰۰ ہجری سے رواج پاکر آج تک بفضل خدا ساتھ رونق تمام کے جاری ہی (اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت قائم و باقی رہیگا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور اگلے تین قرون میں اس وضع خاص پر جاری تھا بلکہ صرف اسی قدر مروج تھا کہ کوئی عالم کسی وقت جب اوسکا جی چاہتا یا جب لوگ اوس سے پوچھتے کچھ احوال برکت و سعادت اشتمال میلاد شریف اور دوسرے حالات عظمت و میمنہ آیات حضرت از اول تا آخر کہہ سنانا یا کوئی واعظ نذائے وعظ میں دوسری تقریروں کے ضمن میں مجمل یا مفصلاً بر حسب مناسب وقت کچھ بیان کرتا یا کوئی مدرس پڑھانے وقت کسی مقام کی تقریب یا کسی

کلام کی مناسبت سے کچھ ارشاد کرنا اور سامعین بقوجہ خاطر اور حضور باطن و ظاہر
 اوسے سنتے اور اپنے ایمان میں رونق و تازگی بخشتے اور پھر بشوق تمام اور ذوق
 مالا کلام اونہیں مضامین کا باہم مذاکرہ کیا کرتے اور بعضے بخوف نہول و نسیان اون
 مضمونوں کو لکھ لیتے اور وہ نوشتہ دوسروں کو پڑھکر سنا تے اور اسکی وجہ یہی تھی
 کہ اوس زمان برکت و سعادت تو امان میں بسبب قرب و نزدیکی زمان نبوت و رسالت
 اور ترقی ارشاد و ہدایت تذکرہ احوال سعادت اشتغال سرور کائنات ہر وقت زبان زد
 خواص و عوام تھا بلکہ سوائے اس قسم ذکر سرا سر خیر کے اور امور کے چرچے بہت
 کم تھے ہر ادنیٰ اور اعلیٰ ابتدا سے انتہا تک جملہ احوال جزئی و کلی یعنی آپکا
 تولد فرمانا اور اوس وقت خوارق و غرائب کا ظاہر ہونا اور پھر دائیوں اور مرضعات
 کے سپرد اور اونکے گھر سیکڑوں عجائب و غرائب کا ظاہر ہونا اور پھر بعد انقطاع یعنی
 دودہ بڑھانے کے ایام طفولیت سے اوان شہاب تلک پہنچنا اور اس اثنا میں ہزاروں
 واقعات عجیبہ اور معاملات غریبہ کا دکھانا اور لاکھوں آثار و علامات نبوت اور شواہد
 و برہانات رسالت کا آپکے ہر قول و فعل سے برآی العین مشاہدہ میں آنا اور
 کافوں اور راہبوں کا آپکی ولادت کی خبر دینا اور آپکی نبوت و رسالت کی بشارت
 سنانا اور اس اثنا میں کچھ مختصر تجارت کرنا اور در ضمن اوسکے بعض مقامات
 متبرکہ کہ کو اپنے قدم مفاخرت لزوم سے مشرف فرمانا پھر بعد استکمال بجمیع کمالات
 بشری طلوع شمس رسالت یعنی آپکا مبعوث برسالت ہونا اور اوسوقت کروڑوں خوارق
 و معجزات کا ظاہر ہونا اور اسی اثنا میں اوج معراج پر بلند گرائی فرمانا پھر
 مکہ معظمہ سے مدینہ مطیبہ میں ہجرت فرمانا اور واسطی اعلاے اعلام اسلام کے
 کفار کڈام سے لڑنا جہاد کرنا آپکا مظفر و منصور ہونا کافروں کا مخدول و مقہور ہونا
 تا بوفات حسرت آیات علی وجہ اہمال جاننا تھا اور بغیر محبت اور غلبہ شوق
 ہر وقت یہی تذکرہ اونہیں شائع اور جاری اور ہر آن انہیں امور کا خیال اونکے دامن

میں ساری رہا کرتا پھر ایسے زمانے میں باین وضع خاص مجالس ذکر میلادِ برکت بنیاد کے منعقد کرنے کی کونسی ضرورت تھی کیونکہ وہاں تو کوئی مجالس و مجمع اس ذکر سراسر برکت سے خالی تھا لیکن بعد اسکے جب رفتہ رفتہ بسبب بعد زمان رسالت بانواع و جوهات ہر طرح کا فتور و خمول لوگوں کے دلوں میں راہ پاتا گیا اور وہ جوش و خروش امور دینیہ میں کم ہوتا گیا بلکہ دن بدن سستی آنی گئی اور ہمت لوگوں کی دنیا طلبی میں مصروف اور مقصور ہوتی گئی یہاں تک کہ علما بھی (جنکو سوائے اشاعت اور ترویجِ علوم اور پڑھنے پڑھانے کے اور کسی دوسرے کام سے سروکار نہ رہتا تھا) تحصیلِ معاش اور حبّ جاہ میں پھنستے گئے اوسوقت انڈر علمائے عظام اور فضلاء کرام نے بنظرِ ابقائے علوم تصنیف و تالیف کی طرف توجہ فرمایا اور کتابیں فقہ و اصول و حدیث و تفسیر و شمائل و سیر حضرت بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ فی البکور و الظہیر و فتوح و تواریخ کی تصنیف و تالیف کرنے لگے خلاصہ یہ کہ وہ جتنے علوم و فنون کہ اوائل زمانے میں مخازنِ حافظہ اور معادنِ قلوب میں مستحفظ اور مستحضر رہا کرتے تھے اب بالکل دفاترِ قراطیس اور جرائدِ اوراق میں آ گئے پھر اوسوقت یہ کیفیت ہو گئی کہ ایک تو لوگوں کو خود ہی امور دینیہ میں مداخلت اور مداخلت آنی گئی تھی اور ہمہ تن سبھوں کی ہمت امور معاشیہ کی طرف مقصور ہو چکی تھی تسپر یہ بہرہ ورا اور اِٹکا ہو گیا کہ اب تو سارے علوم کتابوں میں منضبط ہو گئے اب ہم جب چاہیں گے بے تکلف دیکھ لیں گے یا اگر خود دیکھنے کی قدرت نہوگی تو کسی دوسرے سے پڑھوا کر سن لیں گے مگر اسکی توفیق تو جتنی ہوتی ہی سو خود ہر شخص اپنے حال پر قیاس کر لے سکتا ہی کہ شاید باستثنائے معدودے چند کسی کو اتنی بھی توفیق نہوتی ہوگی کہ اور سب علوم و فنون تو بالائے طاق رہے افضل الکتاب کہ عبارت کتاب اللہ اور قرآن شریف سے ہی سالانہ ایک بار بھی کہوتے ہوں پھر اور

• کتابوں کا حال اسی سے سمجھا چاہئے غرض رفتہ رفتہ جن دنوں علوم کی وہ کیفیت اور لوگوں کی بہہ حالت ہو گئی اور اکثر لوگوں کو حالات برکت و سعادت آیات سرور کائنات سے بالکل ناواقفیت محض ہوتی گئی اور اس وجہ سے انٹرون کے اعتقاد و محبت میں بھی جسمیں ہمیشہ ارن حالات برکت سمات اور معجزات صداقت آیات کے سنانے سے ترقی اور تازگی ہوتی جاتی تھی ضعف و فتور آتا گیا اور شوق و ذوق میں نقصان آ گیا * اور ظاہر ہی کہ تقویت ایمان موقوف اوپر تصدیق تام رسالت کے ہی اور یہی تصدیق رسالت اصل الاصول سارے ایمان کی ہی اور باقی بالکل ارکان اسی اصل پر متفرع ہیں کیونکہ توحید باری تعالیٰ اور تصدیق کذاب اللہ اور وجود ملائک اور تصدیق انبیاء یہ ساری باتیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے معلوم ہوتی کڈیں پھر اگر (عیاذ باللہ) آپہی کی تصدیق میں کچھ فتور و تزلزل ہو تو یہ ساری تصدیقین متزلزل ہو گئیں پھر تو ایمان کا حال معلوم تو اب استحکام تصدیق رسالت سب پر مقدم تھا کیونکہ جز کی مضبوطی سب سے پہلے چاہئے اور استحکام تصدیق رسالت بظاہر عقول عامہ ظاہر بین کے نزدیک دریافت خوارق و معجزات پر موقوف ہی خصوصاً وہ خوارق عادات جو عین وقت ولادت شریف اور ایام رضاعت اور اوان طفولیت میں ظاہر ہوتے گئے جس وقت نہ تصنع اور ہنارت کا گمان ہو سکتا تھا اور نہ ریا اور دکھارے کا خیال آسکتا نہ سحر و جادو کے توہم کی گنجائش تھی اور نہ طلسم و شعبدے کے تخیل کی سمائی اور ان باتوں کا علم و وقوف بدون اسکے کہ ہمیشہ مجامع عامہ اور مجالس عالیہ میں اسکا چرچا اور مذاکرہ ہوا کہ وہ مرکز ممکن تھا اسلئے اوس زمانے کے علمائے یعنی جس زمانے میں یہہ ضعف و فتور اسلام شروع ہو گیا اور دن بدن لوگوں کی ہمتیں امور دینیہ سے مقصر ہوتی گئیں ضروریات دین سے یہہ سمجھا کہ بہ تخصیص احوال میمنہ اشتمال میلان برکت و سعادت بنیاد سرور کائنات باشتمال خوارق عادات و غرائب حالات و وقت ولادت اور ایام رضاعت اور

زمان طفولیت جو متعدد و مختلف کتب حدیث اور شمائل وسیر میں مذکور ہیں ایک جگہ مجتمع کر کے ایک رسالہ مختصر ترتیب دیا جائے اور اسکو باوقات مخصوصہ مجامع عامہ اور مجالس عالیہ میں پڑھکر سبھوں کو سنایا جاوے تاکہ ہمیشہ اس کے سننے سے اعتقاد و محبت سرور کائنات کی دلوں میں مرتکز ہونی جائے اور بدلے ضعف و فقر کے دن بدن ترقی و افزایش ایمان ہووے اب چونکہ اس جگہ اعتقاد اور محبت دونوں مذکور ہوئے اسلئے جان لیا چاہئے کہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے لایو من احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین حاصل معنی اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ کوئی تم میں سے مومن کامل نہوگا جب تک مجھے اپنے باپ اور بیٹے اور سب لوگوں سے پڑھکر دوست اور محبوب نہ کہیگا اور یہ بھی فرمایا سرور کائنات نے من احببني کان معی فی الجنة جو دوست اور محبوب رکھیگا مجھکو ہوگا ساتھ میرے جنت میں * پس اب ان بیادوں سے جو اوپر مذکور ہوئے بخوبی ثابت ہوا کہ اصل مولد شریف جو عبارت ہی ذکر احوال میلاد برکت و سعادت بنیاد سرور کائنات اور اس کے متعلقات سے جسکی کچھ تفصیل اوپر گذر چکی زمان سعادت نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد آپ کے ہر قرن اور ہر طبقہ میں قرون سابقہ اور طبقات لاحقہ کے موجود تھے اور پائی گئی ہی چنانچہ کتب احادیث اور شمائل اور سیر کے دیکھنے والوں پر بخوبی واضح و آشکارا ہی مگر باین وضع مخصوص جیسا اندزون یعنی چہ ہی برس سے جاری ہی البتہ قبل اس کے تھا اس واسطے لوگ اسکو بدعت کہتے ہیں اور صرف باین معنی کہ یہ وضع خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اس وضع خاص کو بدعت کہنا کچھ مضائقہ بھی نہیں کیونکہ بدعت بمعنی حادث اور نو پیدا کے ہی یعنی جو چیز آگے نہ تھی سو البتہ یہ وضع خاص بھی بوجہ مخصوص حادث

اور نو پیدا ہی تراویح کی نماز کا بھی بعینہ یہی حال ہی کہ اوسکی اصل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پائی گئی ہی مگر باین وضع خاص اور اس اہتمام و التزام کے ساتھ جیسا اب جاری ہی کہ ہر سال رمضان شریف کے مہینے میں ابتدا سے لے انتہا تک تمام مسجدوں میں نماز تراویح کا پڑھنا اور اوسکے اہتمام و انتظام میں سرگرم رہنا اس قدر جاری اور شایع ہی کہ اب یہ بھی منجملہ ضروریات دین کے ہو گیا ہی یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نتھیں بلکہ بعد آپ کے خلفائے راشدین کی عہد خلافت میں رواج پائیں اور اسی واسطے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسکی نسبت بمحل ستائش فرمایا ہی نِعْمَتِ الْبِدْعَةِ پس اس عمل مولد شریف کی نسبت بھی بعینہ وہی تعریف نِعْمَتِ الْبِدْعَةِ صادق آئی ہی مگر اب اس زمانے میں بعض مخالفان منہج سداد اور مدعیان کم سواد بوسوسہ شیطانی اور بہ نیت اظہارِ ہمہ دانی خود بھی اس عموم بدعت کو بدعتِ سیئہ سمجھ بیٹھے ہیں اور دوسرے بے سوادوں کو بھی وہی الٰہی سمجھ سمجھانے میں لاکھوں طرح کی الت پھیر کر رہے ہیں بلکہ اکثر بمقابلہ طلبہ علوم اور کبھی کسی عالم کے مقابلے میں بھی اپنی کچھ فہمی کی راست نمائی میں سیکڑوں طرح کی کچھ بحثیاں اور ہزاروں طرح کی کچھ ادائییاں کرتے ہیں چنانچہ اکثر عوام بے سواد اور طلبہ علوم کم استعداد کے دلوں میں شکوک و شبہات بھی پڑنے لگے اسلئے اب اس مسئلہ خاص کی تحقیق علمائے دین پر واجب بلکہ فرض ہو گئی اب اس مقام میں سب سے پہلے بدعت کے معنے اور اوسکی اقسام اور ہر قسم کی تعریف بزبان ایجاز بیان کر دینا ضرور ہی پس جانا چاہئے کہ شرعاً بدعت اوسی کام کو کہتے ہیں جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حادث ہوا ہو اور آپ کی عہد رسالت میں اوسکا وجود نہوا اور اوسکی قسمیں پانچ ہیں - بدعتِ واجبہ بدعتِ مذکورہ بدعتِ محرمہ بدعتِ مکروہہ بدعتِ مباح بدعتِ واجبہ

اوس امر حادث اور نو پیدا کو کہتے ہیں جو قواعد ایجاب کے تحت میں داخل ہو یعنی احداث اور نو پیدا کرنا اوسکا کسی امر واجب العمل کے استحصال یا اوسکی تکمیل و استحکام کی نیت سے عمل میں آیا ہو مثلاً اعجام یعنی غیر اہل عرب پر تحصیل اون علوم عربیہ کی جسکا پڑھنا واسطے سمجھنے معنے قرآن و حدیث کے ضرور ہو یعنی فہم معانی قرآن و حدیث اون علوم کے سیکھنے پر موقوف ہو اور وہ یہی چند علوم ہیں صرف و نحو و معانی و بیان و لغت و علم جرح و تعدیل و علم تہذیب حدیث صحیح و سقیم کہ بدون ان علوم کے سیکھنے کے معانی و مطالب قرآن و حدیث کا سمجھنا خارج از امکان ہی پس اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بسبب شائع نہونے اسلام کے غیر ملک عرب میں ان علوم کی تحصیل کی ضرورت اور رواج نہ تھا اور آپ کے بعد اسکے حادث ہونے کی جہت سے یہہ بھی بدعت ہی مگر بسبب موقوف علیہ ہونے ایک امر واجب یعنی فہم معانی قرآن و حدیث کے یہہ بدعت واجب ٹھہری تدوین کتب فقہ و اصول اور رد اقوال قدریہ و جبریہ و مجسمہ و غیرہ بھی (کہ عبارت تدوین علم کلام سے ہی) اسی قسم میں داخل ہی ۔ اور بدعت مندوبہ اسے کہتے ہیں جو قواعد فُذُب یعنی استیجاب کے تحت میں داخل ہو جیسا بذنا رباط یعنی مسافر خانے اور مدرسوں کا اور ہر ایسی نیکی اور نیکوئی کی بنا دالذی جو اوائل اسلام میں نہی اور اسی قسم میں داخل ہی نماز تراویح اور گفتگو کرنی اور مسائل دقیقہ علم تصوف کے اور انہیں اقسام کو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں اور بدعت مکرمہ وہ بدعت ہی جو مخالف کتاب و سنت ہو جیسے مذاہب قدریہ اور جبریہ اور مجسمہ اور معتزلہ کے ہیں اور اسی کو بدعت مبینہ اور بدعت ضالہ بھی کہتے ہیں اور بدعت مکروہہ وہ ہی جو قواعد مکروہہ کے تحت میں داخل ہو جیسا نقش و نگار کرنا مساجد و مصاحف کا بقول بعض اور بدعت مباح وہ بدعت ہی جو قواعد مباح کے تحت میں داخل ہو جیسے کھانے

پہلے میں تکلف کرنا یعنی اطعمۃ لذیذہ پر تکلف کا کھانا اور ادمشۃ نفیسۃ پر تجمل کا پہننا بشرطیکہ یہ دونوں از قسم حرام نہوں یعنی بغرض تلذذ و تکلف کے کوئی حرام چیز نکھالیوے اور بغرض تشین و تجمل اور تفاخر و تبختر کے حریر و اطلس پہن نالیوے [اب اس مقام پر اسے بھی یاد رکھا چاہئے کہ جو امر آنحضرت صلعم کے زمانے میں فقہا اور خلفائے راشدین نے اُسے کیا ہو اگرچہ باین معنی کہ آنحضرت صلعم کے زمانے میں فقہا البتہ بدعت ہی مگر درحقیقت وہ از قسم سنت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین یعنی واجب ہی تمپرا لازم پکڑنا ہماری سنت کا اور ہمارے خلفاء راشدین کی سنت کا] پس اب جانا چاہئے کہ یہ عمل مولد شریف بھی اگرچہ بسبب نہونے زمان برکت و سعادت نشان میں آنحضرت سرور کائنات صلعم کے بدعت ہی مگر بسبب داخل رهنے اوسکے قواعد ندب و استحباب کے تحت میں بدعت مندوبہ اور حسنہ ہی اور اسی طرح قیام وقت ذکر ولادت آنحضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اگرچہ بدعت ہی پر بدعت مندوبہ و مستحسنہ اور اب تو گویا اسکے استحباب و استحسان پر اجماع ہو چکا ہی کیونکہ عرصۂ زائد چھہ سی برس سے ایک جم غفیر اور جماعۃ کثیر علمائے عظام اور فقہائے کرام اس عمل مولد شریف اور قیام وقت ذکر میلاد مذیف کے استحسان و استحباب پر اتفاق کرتے چلے آئے ہیں پس اب اس زمانے میں تو بنظر اس اجماع کے اس عمل شریف کی بجا آوری کو واجب سمجھا چاہئے کیونکہ اتباع اور پیروی جمہور علما کی واجب ہی اور ترک کرنا اوسکا حرام اور بعض لوگوں کا خلاف کرنا (اگر ہا یا بھی جاوے) مانع اعتقاد اجماع نہیں ہی کیونکہ ہدایہ اور کفایہ اور تلویح وغیرہ کتب فقہ و اصول میں لکھا ہی کہ جس امر پر جمہور یعنی اکثر کا اجماع اور اتفاق ہو اوسمیں بعض کی مخالفت کا اعتبار نہیں ہی اور مشکوٰۃ کے باب الاعتصام میں لکھا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شئ شئ فی الذار یعنی پیروی

کرو تم سواہ اعظم یعنی اکثر لوگوں کی اور جو شخص نہا ہوا جماعت سے اور الگ ہوا
 ان سے گرا دوزخ کی آگ میں • اور اوسے باب میں ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیکم بالجماعة والعمامة لازم پکڑو تم جماعت کو اور انٹر کو • یہ بھی اشارہ اسی طرف
 ہی کہ اتباع اور پیروی اکثر و جمہور کی کرنی چاہئے کیونکہ اتفاق کل علما کا سب احکام
 میں نہایت متعسر بلکہ ناممکن ہی اور اوسے میں لکھا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم نے من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقه جو کوئی
 الگ ہوا جماعت سے بقدر ایک بالشت کے اوسے نکال دالا دوزی اسلام کی اپنی گردن
 سے • یعنی (العیان باللہ) قید اسلام سے نکل گیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالة و ید اللہ علی الجماعة و من شد شد فی النار
 خداوند تعالیٰ اکٹھا نہیں کرتا ہی میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر اور اللہ تعالیٰ
 کی قدرت اور احسان کا ہاتھ جماعت پر ہی پھر جو شخص الگ ہوا جماعت سے
 گرا دوزخ کی آگ میں • اب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اہل حق کی نصرت
 و حفاظت فرماتا ہی اور حقیقت یہ ہی کہ اجماع جمہور علمائے معتمد اور
 فقہائے مستند ایک رکن ہی ارکان اربعہ شرعیہ سے [یہاں مجملہ جان لیا چاہئے کہ
 ارکان شرع چار ہیں کُتاب و سنت و اجماع امت اور قیاس مراد کُتاب سے قرآن مجید
 ہی اور سنت حدیث شریف سے عبارت ہی اور اجماع امت یہی اتفاق جمہور علما
 ہی جسکا ذکر ہو رہا ہی اور قیاس کے معنی یہ ہیں کہ جب حکم کسی مسئلہ شرعی
 کا ان تینوں رکن میں جنکو اصول دین کہتے ہیں نملے اوسوقت کوئی عالم جسکو رتبہ
 اجتہاد کا حاصل ہو (کہ وہ رتبہ بہت ہی بلند اور عالی ہی اور شرح اوسکی خالی
 ازطولت نہیں) اپنی رائے اور قیاس کو دخل دیکر برعایت اونہیں اصول ثلاثہ کے ایک
 حکم ارسکا نکالے اور اس رکن سوم یعنی اجماع امت پر بہت بڑے بڑے امور دینیہ کا
 مدار ہی جنکی تفصیل سے کتب فقہ و اصول مملو ہیں] اب ان مخالفان گمراہ کے بعض

استدلال کی حقیقت بھی سن لیا چاہئے ایک دلیل اونکی اصل عمل مولد شریف کے ابطال میں یہ بھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فہو رد • شرح دہلوی میں اس حدیث کے معنی یوں لکھے ہیں کہ جس کسی نے حادث اور نو پیدا کیا ہمارے دین روشن و ہریدا میں ایسی چیز کو جو اوس دین سے نہ ہو یعنی ایسی ایک چیز کو احداث کرے جو صراحۃً مخالف قرآن و حدیث ہو پس وہ چیز یا وہ شخص باطل اور مردود ہی • اب اسی ایک دلیل سے ان مخالفین کی رسائی کو سمجھا چاہئے کہ یہہ کیونکر اس دلیل مخالف کو اس مسئلہ موافق پر مطبق کیا چاہتے ہیں کہان مخالفت حدیث و قرآن اور کہان ذکر میلاد بروت بنیاد حضرت خاتم پیغمبران صلی اللہ علیہ وسلم بہلا یہان مخالفت کا کیا ذکر یہہ تو عین موافق بلکہ مقوی و مرید تصدیق کتاب و سنت ہی جیسا او پر کی تقریروں میں گذر چکا پس اسی پر دوسری دلیلوں کو بھی قیاس کیا چاہئے • باقی رہا مسئلہ قیام وقت ذکر میلاد حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القیام اسکے ابطال میں مخالفین نے بڑا زور مارا ہی اور عوام بے سواد اور طلبہ کم استعداد کے دلوں میں بڑے بڑے شکوک و شبہات ڈالے ہیں اور اپنے حوصلہ اور رسائی کے مطابق بڑے بڑے ادلہ قویہ جسکو اپنی دانست میں لاجل اور لاجواب سمجھتے ہیں ایوان کئے ہیں اسلئے اوسکی نسبت کچھ تطویل کلام بذکر مذاہب و اقوال علماء عظام اور فقہاء کرام مناسب مقام معلوم ہوتا ہی •

جاذا چاہئے کہ استسکان و استحباب قیام وقت ذکر میلاد حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام جو بقول علماء عظام اور فقہاء کرام کے ثابت اور متحقق ہی ابتنا اوسکا اوپر جواز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس وقت خاص میں ہی اور بہ نسبت اس جواز کے علمائے کبار کا یہہ عقیدہ ہی کہ حضور آپ کا بدر شریف کے ماسوا اور کسی موضع میں خواہ بحصول قرب و نزدیکی و رفع حجاب و دوری بطی الارض بغلے سمت جائے زمین کے یا کسی دوسری وجہ سے • مکن ہی اور تفصیل و تعذین

اسکی مشیت ایزدی پر موقوف یعنی جسوقت جس طرح خداوند تعالیٰ کو منظور ہو کسی ایک مقام یا مجالس کو آپکے حضور برکت و سعادت معمور سے مشرف و ممتاز فرماوے مگر جتنی وجوہ و طرق کہ ممکن الوقوع ہیں اور اونکے شواہد بھی موجود انہیں چار قسموں میں منکسر ہیں •

اول— شہود روح مع الجسد مگر نہ بجسد مُکدّر عنصری بلکہ بجسم مطہر انوری کہ بسبب غایت لطافت و نورانیت ہر فرد بشری بصارت و بینائی اوسکے اندر اک سے محض عاری و قاصر ہی صرف وہی لوگ جنکے حال پر عنایت خاص مبذول ہو اور جنکو اپنے جمال مذکور کے مشاہدہ سے مشرف و مسعود فرمانا منظور دیکھ لیتے ہیں مثل اجسام ملائک عظام نہ بسبب لطافت و نورانیت کے ہر شخص کی بصارت اوسکو کب دیکھ سکتی ہی چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس شریف میں انتر تشریف لاتے تھے بہو کبھی توسب اہالی مجالس اونکے جمال باکمال کو دیکھ لیتے اور کسی وقت کوئی بھی ندیکھتا اور کبھی بعض دیکھتے اور بعض محروم رہ جاتے جیسا کتب احادیث میں مفصلاً مذکور ہی •

• آنرا چشم پاک تو ان دید ہمچو ماہ • ہر دیدہ جاے طلعت آن نور بارہ نیست •

اور آپکے جسم مبارک کی لطافت تو خود حالت حیات میں بھی ظاہر تھی کہ آپکا سایہ نتہا پھر اسکی وجہ بجز لطافت کے اور کیا تھی اب غور کیا چاہئے کہ ہر گاہ اس نشأت دنیوی میں کہ محل ظلمت و کدورت اور مقام نجاست و کثافت ہی آپ کے جسم عنصری کو جو عموماً اجزاء ارضیہ سے مرکب ہی اس قدر لطافت و نظانت حاصل تھی پھر جب آپنے اس جسم عنصری مکدر کو چھوڑ کر بجسم نورانی لطیف اوس عالم نظیف میں انتقال فرمایا ہو اوسوقت وہ جسم مطہر کتنا صافی و اللطیف اور کس قدر اجلی و انطف ہوا ہوگا یہہ کہا جا سکتا ہی کہ وہ جسم نورانی اجسام ملائک عظام سے بھی بمدرج الطف و انطف اور انور و ابھر ہوگا •

دوم — شہود روح مجرد جیسا اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

میں واقع ہونا تھا یعنی آپ عالم رویا یعنی خواب میں بروج مجرد تمام عالم ملکوت میں تفرج اور تفرج فرماتے اور کبھی بہشت کی اور کبھی کسی اور مقام کی سیر کرتے تھے چنانچہ کتب احادیث میں سیکڑوں روایتیں مصرح ہیں اور خواب انبیاء باتفاق علما در حکم وحی ہی اسمیں کچھ کسی طرح کے شک و شبہ کو دخل نہیں پھر خواب میں بجز شہود بروج مجرد اور کوئی احتمال ہی نہیں اور یہ شہود بروج مجرد بحالت خواب اگرچہ دوسروں کے حق میں بھی متصور ہی مگر آپ کے حق میں متیقن ہی اور دوسروں کی نسبت یہ بھی مکمل ہی کہ اوہام و خیالات نفسانی و تخیلات و تسویلات شیطانی جسکو اضغاث الاحلام اور خواب پریشان بھی کہتے ہیں موجب اس شہود کا ہوا ہو •

سوم — شہود بمثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس تیسری صورت کی

تفہیم و تفہم اگرچہ عقول عامہ کی رسائی سے برتر و اعلیٰ ہی پر بالاجمال اسقدر سمجھ لیا چاہئے کہ مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات شریف اور پرتو نور انور ہی نہ مثل عکس کسی چیز کے جو آئینہ میں منعکس ہوتا ہی کیونکہ وہ عکس صورت صوری اور ظاہری کا ہی اور نہ مانند پرتو چراغ یا شمس و قمر کے جو در و دیوار پر پڑتا ہی کہ وہ بھی سایہ صوری جسم نورانی ہی بلکہ مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عکس صورت مضموی اور حقیقی ہی اور پرتو نور باطنی و تحقیقی کہ نہ اسکو عین کہہ سکتے ہیں اور نہ غیر •

عقل اینجاہ ندارد و ہم نیز • چشم بکشا لب فرو بند ای عزیز •

مشکوٰۃ شریف میں مرقوم ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه وانه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فيقعدانه فيقولان ما كنت تقول في هذا الرجل ای لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم الی اخر

الحديث معنی اس حدیث کے یہہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لے کہ بندہ جب رکھا جاتا ہی اپنی قبر میں اور اوسکے باروہان سے منہ پھیر کر لوٹنے ہیں اور وہ اونکی جوتیوں کی آہٹ سنا ہی اوسوقت دو فرشتے اوسکے پاس آتے ہیں اور اوسے بٹھاتے ہیں پھر پوچھتے ہیں کیا کہتا ہی تو حق میں اس مرد کے یعنی محمد مصطفیٰ صلعم کے انتہی • اب حضرت مولانا شیخ عبدالحق دہلوی قدس اللہ اسرارہ نے اسکی شرح میں یوں لکھا ہی کہ یہہ اشارہ بلفظ هذا الرجل یعنی یہہ مرد یا تو بچہت شہوت و حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان و قلوب میں ہی (جیسا علمائے ظاہری کا زعم ہی) یا بالعیان باحضر ذات شریف باین طور کہ ایک مثال ذات آنحضرت پیش نظر اوس میت کے حاضر لانے ہوں اور اشارہ هذا الرجل اوسی مثال شریف کی طرف کرتے ہوں،

چہارم — شہود برفع حجاب اور بطی الارض یعنی پردے اور حائلوں کے اٹھ جانے اور زمین کے سمت جانے سے باین طور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مقدس میں متمکن اور رونق افروز رہیں اور پردے اور حجاب جو آپ کے اور اوس مکان کے درمیان جہان شہود منظور ہو حائل ہوں اُنہہ جائیں اور بعد مسافت بھی زمین کے سمت جانے سے باقی نہ رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعین عذایت اوس موضع سعادت نصیب کو مشرف بملاحظہ فرماویں *

اب یہہ چاروں صورتیں ممکن الوقوع بلکہ متوقع الوقوع ہیں جیسا اسکے دلائل و شواہد سے جو ابھی مذکور ہوتے ہیں ظاہر ہووگا انشاء اللہ تعالیٰ مگر تحقیق اس امر کی کہ ان اقسام میں سے کس قسم کا شہود کس مقام میں ہوا کرتا ہی محمول بعلم الہی ہی اسمیں کسی کے دم مارنے کی جگہ نہیں ہی،

دلیل و مثال قسم اول شہود یعنی شہود روح مع الجسد کی بھی معراج شریف ہی کہ ساری کذب احادیث و سیراسکی تفصیل سے مملو اور مشکوٰۃ ہیں اور یہہ

معراج شریف بجسد تطیف حالت بیداری میں واقع ہوا نہ خواب میں بروج
مجرد * مدارج الذبوت میں حضرت مولانا شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا ہے کہ مذہب صحیح یہی ہے اور جمہور علمائے صحابہ اور تابعین و
تابع تابعین اور جو لوگ انکے بعد ہوتے گئے محدثین و مجتہدین و متکلمین و غیر ہم
از ائمہ دین سب کے سب اس پر متفق ہیں احادیث صحیحہ اور روایات صریحہ
اس پر ناطق ہیں اب یہاں اگرچہ تطویل کلام بذکر قصہ معراج موجب اظذاب داستان
ہو سکتا ہے مگر بنظر ایضاح مقام بالکلیہ ترک کرنا بھی مناسب وقت نہیں اسلئے
کچھ بزبان محض ایجاز بیان ہوتا ہے یعنی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت
بیداری میں بجسد شریف پہلے مکہ معظمہ سے بیت المقدس میں تشریف لے گئے
اور مسجد اقصیٰ کے اندر داخل ہوئے اور وہاں دو گانہ ادا فرمایا اور جماعت انبیاء از
آدم تا عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام نے آنحضرت کی اقتدا فرمائی [اب اس
مقام پر سمجھا چاہئے کہ اداے ارکان نماز بدون روح مع الجسد کے متصور ہی نہیں
ہو سکتی ہے] پھر اسی طرح بجسد مبارک آسمان پر تشریف لے گئے اور بعض انبیاء
علیہم السلام سے جو آسمانوں پر بھی رونق افروز تھے ملاقات فرمائی اور وہاں بھی
نماز ادا کی اور امامت کی اور انبیاء کی جیسا بیت المقدس میں گذرا پھر جب لونت
آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے اور صبح ہوئی خبر دیا اپنے لوگوں
کو پھر بعض ضعیف الایمان نے اوسکی تکذیب کی اور مرتد ہو گئے [اب اس تکذیب
اور ارتداد سے بھی ظاہر ہے کہ وہ معراج بجسد شریف تھا ورنہ معراج صرف بروج
مقدس کا جس طرح کہ خواب میں ہوتا ہے کوئی بھی منکر نہ ہوتا کیونکہ وہ تو کوئی
ایسا امر مستبعد نہیں بلکہ ہر فرد بشر کے لئے بھی متصور ہے جیسا اوپر مذکور ہو چکا]
اور بعض دوسروں نے احوال و اوصاف تفصیلاً بیت المقدس پوچھے پھر آپ نے من وعن
ذرہ ذرہ سب بیان کئے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض حالات

مجمع یاد نرسے تھے اسلئے میں متامل و متردد ہوا کہ فوراً بیت المقدس میں دیکھ لیا گیا پھر جو کچھ سوال کرتے گئے میں اسکا جواب دیتا گیا [اب علما نے اس مقام میں دو احتمال لکھا ہے ایک احتمال یہ ہے کہ بیت المقدس آپ کے سامنے آوٹھالائے جس طرح تخت بلقیس کو بیلک طرفۃ العین حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آوٹھالائے تھے یا صورت مثالیہ اوسکی آنحضرت صلعم کے سامنے حاضر اور متمثل کی گئی جس طرح بہشت و دوزخ آنحضرت کے سامنے متمثل کی گئی حالت نماز میں اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اور بیت المقدس کے درمیان جتنے پردے اور حجاب حائل تھے وہ اوتھ گئے ہوں اور بطی الارض مسافت بھی باقی نہ رہی ہو اور دوسری ایک روایت میں مذکور ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے بیت المقدس کو حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس لارکھا اور میری نظر کے سامنے کر دیا پھر میں اسے دیکھتا تھا اور جو کچھ ہو چھتے تھے اوسکا جواب دیتا تھا • اب جاسے فکروند برہی کہ جب بیت المقدس کا اوسکی جگہ سے اوتھا کر دوسری جگہ لے آنا ملحق اور واقع ہوا پھر اگر آنحضرت سرور کائنات و شہنشاہ دین کو کرسی عزت اور تخت عظمت پر بٹھاکر بلکہ مع روضہ مذورہ اوتھاکر جس جگہ مشیت ایزدی مقتضی ہو لے آویں اس میں کونسا تعجب اور استبعاد ہے حقیقت یہ ہے کہ اس امر کی تصدیق میں ہرگز شک اور شبہ نہ ہوگا مگر اوسے شخص کو جسکو اس روایت نقل بیت المقدس میں بھی شک و تعجب ہو اور اسکی تصدیق میں شبہ کرنے والے کا حال خود ظاہر ہے کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ویسے شخص سے ہمکو بحث کرنا بھی ضرور نہیں کہ وہ لیس متا میں داخل ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سفر معراج سے مراجعت فرماتے وقت اثناء راہ میں ایک قافلہ قریش پر سے گذرے اپنے اہل قافلہ پر سلام کیا اور لوگوں نے آپکی آواز لطیف کو پہچانا اور کہا کہ یہ آواز محمد کی ہے

ﷺ اللہ علیہ وسلم پھر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیل فجر کے اور خبر دی اپنے قوم کو اس امر کی کہ تمہارے فلاں قافلہ سے اٹھانے راہ میں ملاقات ہوئی اور فرمایا اپنے کہ نشانی اوسکی یہہ ہی کہ گذرا میں تمہارے شترن پر کہ فلاں جگہ سے آئے تھے اور گم کیا لوگوں نے ایک شتر کو پھرتے ہوئے لایا اوسے فلاں نے اور فلاں نے روز وہ یہاں پہنچ جائینگے پھر حساب رکھا لوگوں نے اوس دن کا اور ویسا ہی پایا یعنی قریب نصف النہار اوسی روز معہود کے وہ قافلہ پہنچ گیا اور قصہ آپکے سلام کے سننے اور شتر کے گم ہونے اور اوس فلاں کا اوسے ڈھونڈھ لانے کا بعینہ اوسی طرح پر جیسا اپنے بیان فرمایا تھا کہ سنائے اب اس روایت سے بھی بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ سیر معراج آپکا بروح مع الجسد تھا نہ فقط بروح مجرد کما هو الظاہر علی الذہن السلیم والطبع المستقیم وان خفی علی الفہم السقیم والعقل الوخیم

قسم دوم وقسم سوم کے شواہد و امثالہ اوپر گذر چکے اب صرف قسم چہارم کی مثال باقی ہے سورہ قصہ حرب موتہ ہی اور خلاصہ اوس قصہ کا جیسا تمام کتب سیر و مغازی میں مذکور ہے یہہ ہی کہ جب مقام موتہ میں اہل اسلام بمقابلہ کفار کائنات لڑنے کے ہوئے اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف مدینہ مطیبہ میں بجانب موتہ رخ پھیر کے بیٹھے اور قدرت الہی نے سارے حجب حائل کو آپکی نظروں سے اٹھایا اور وہ مقام موتہ جو بفاصلہ بعید مدینہ شریف سے واقع تھا بطی الارض یعنی زمین کے سمت جانے سے آپکے روبرو ہو گیا پھر آنحضرت صلعم اوس معرکہ کو اپنی آنکھوں سے معاینہ فرماتے اور اصحاب کرام سے ارشاد کرتے تھے کہ زید ابن حارث رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور شہید ہو گئے بعد اُسکے جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور شہید ہوئے پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور وہ بھی شہید ہوئے تا آخر قصہ ۔ اب اگر کوئی کہہ فہم و ناقص العقل ان تقریر و ذکر کو سن کر یہہ کہہ دے کہ ہم نے مانا کہ یہہ ساری قدرت و قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت حیات میں حاصل تھی مگر بعد آپکے انتقال

فرمانیکے اسکے باقی رہنے پر کیا دلیل ہی اوسکا جواب یہ ہے کہ مدار اس قدرت و قوت کا اوپر ثبوت درجہ رسالت اور تحقق ربیہ قرب و کرامت کے ہی پھر جب یہ مدارج عالیہ بعد انتقال کے بھی ثابت ہیں البتہ بے شک و شبہہ اور بے ریب و تردد وہ قدرت و قوت بھی باقی ہی اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ اہل ایمان سے خوارق عادات کے ظاہر ہونے کا مدار اوپر ثبوت کسی ایک صفت کے انہیں تین صفتوں میں سے ہی یعنی رسالت و نبوت و ولایت اور ان امور میں حالات حیات سے حالت ممات میں کچھ فرق نہیں ہوتا ہی یعنی مدائن اللہ کہ وہ مراتب عالیہ اور مدارج سامیہ جو حالات حیات میں حاصل تھے بعد ممات مسلوب ہو جائیں پھر جب ہر ایک صفت کے متصف کا یہ حال ہو تو آپ کی نسبت کہ ان تینوں صفات عالیہ کے موصوف اور اکمل الانملین و افضل الافضالین اور اکرم الاکرمین و اعظم الاعظمین ہیں ان خدشات و شبہات کا کیا مقام ہی حقیقت تو یہ ہے کہ جس شخص کو آپ کی حالت حیات کے خوارق و معجزات کی تصدیق میں تردد ہی اوسیکو بعد الموت ایسے معجزات کے مدور کی تصدیق میں بھی تامل ہوگا و نعوذ باللہ من ذلک - اور بعض مخالفین یوں اعتراض کرتے ہیں کہ جب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں بچسہد نظیف زندہ رونق افروز ہیں اور تاقیام قیامت یوں ہی قیام فرما اور رونق افزا رہینگے تو اب حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضع ماورای قبر شریف میں یا بائیں طور ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچسہد نظیف قبر شریف سے نکلکر اوس موضع خاص میں رونق افزا ہوں اور یہ محض محال ہے کہونکہ اگر ایسی صورت ہوتی تو لامحالہ درود یوار روضہ منورہ شق ہو جائے حالانکہ یہ کبھی وقوع میں آیا اور کسی نے بھی اسکی روایت یا حکایت نہ کی یا اس طور پر ہوگا کہ آپ بروج مسجد اوس محل خاص کو مشرف بحضور فرمائیں اور اسمیں یہ ایک بڑی قباحت آن پڑتی ہے کہ خواہ نحرانہ انفکاک روح مظهر کا جسد مذکور سے لازم آتا ہی اور

یہی معنی نزع روح کے ہیں تو گویا معاذ اللہ ہر بار کسی محل ماورائے قبر شریف کے رونق افزا ہونے میں کیفیت نزع روح کی طاری ہوا کرتی ہی اور نزع روح کی تکلیف سب پر ظاہر و آشکار ہی اور اس تقدیر میں حضور آنحضرت موضع ماورائے قبر شریف میں تجویز کرنی عین اُنکے حق میں تکرار نزع روح کی تجویز کرنی ہی اور اسکی رکات خود ظاہر ہی انتہی - پس اگرچہ بنظر شذاعت و ابتدال اس اعتراض مہمل کے یہہ بھی مڈل اور ہڈیا نات لا یعنی کے ہرگز التفات کے قابل نہ تھا مگر چونکہ ایسے اعتراضات انٹر عوام کم سوان کے دلوں میں جلد جگہ کرتے ہیں اسلئے اسکی شذاعت و ابتدال کا واضح کر دینا بہت ضرور ہوا سویا دیکھا چاہئے کہ اوپر بیان ہو چکا ہی کہ آپکا قبر شریف کے ماسوا کسی اور موضع کو اپنے حضور پر نور سے مشرف فرمانے کی چار صورتیں ہیں پہلی صورت حضور روح مع الجسد مگر نہ بجسد مکر عنصری بلکہ بجسم مطہر انوی کہ بسبب غایت لطافت و نورانیت ہر فرد بشر کی بصارت و بینائی اوسکے ادراک سے محض عاری و قاصر ہی اور اسی تقریر کے خاتمہ میں یہہ بھی مذکور ہوا ہی کہ آپکے جسم مبارک کی لطافت تو خود حالت حیات میں بھی ظاہر تھی کہ آپکا سایہ نہ تھا اور جب اس نشأت دنیوی میں کہ محل ظلمت و کدورت ہی آپکے جسم عنصری کو جو عموماً اجزائے کثیفہ سے مرکب ہوا کرتا ہی استدر لطافت حاصل تھی پھر جب آپنے اس جسم ظلمانی مکر کو چھوڑ کر بجسم نورانی مطہر اوس عالم نظیف میں انتقال فرمایا اوس وقت وہ جسم مطہر کتنا صفی و الطف اور کسقدر اجلی و انطف ہوا ہوگا یہہ کہا جاسکتا ہی کہ وہ جسم نورانی اجسام ملائک عظام سے بھی بمذارج الطف اور انطف اور انور و ابھر ہوگا اور جب جسم ملائک بسبب اپنی خفت اور لطافت کے ہر جسم اور ہر شی کے اندر داخل ہوسکتا ہی تو آپکے جسم الطف و انطف کے دیوار و ضہ مذورہ سے گذر جانے میں کونسی جگہ نامل اور تردد کی ہی ایسے معترض کر تو عذاب قبر پر بھی شبہہ ہوسکتا ہی کیونکہ آخر عذاب کرنے کے لئے ملائک موکل عذاب کا قبر میں

آنا جانا ضرور ہی حالانکہ کسی نے آج تک کسی کافر و مشرک کی قبر کو بھی شق
 ہوتے نہیں دیکھا پھر اوسمیں فرشتے عذاب کے کیونکر آئے گئے اور کیونکر اوسپر عذاب
 ہوا اور اگر معترض کو آپکے جسم شریف کی لطافت و نظافت ہی پر اعتقاد نہو اور
 اوس جسم لطیف نورانی کو اپنے جسم کثیف ظامانی پر قیاس کرتا ہو تو اسکا جواب
 ہی نہیں اور وہ قابل خطاب ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے مرحلے سے خارج ہی فعدون
 باللہ مذہ و من ذریعۃ - اور یہ بھی اوپر گذر چکا ہی کہ شہود روح مجرد آپکا مثل
 خواب کے ہوا کرتا ہی یعنی جیسا کہ آپ انثر حالت حیات میں بھی بعالم رویا یعنی
 خواب کی حالت میں تمام عالم ملکوت میں تعویج و تفرج فرماتے اور کبھی
 بہشت اور کبھی اور کسی مقام کی سیر کرتے تھے اوسی طرح اب بھی بروح مجرد
 مثل حالت خواب اور رویا کے جس مقام کو چاہتے مشرف بحضور فرماتے ہیں مگر
 معترض لے اپنی غایت جہالت و نادانی اور مفاہت و غلط فہمی سے اس شہود
 روح مجرد کو شہود بنزع روح سمجھا اور کیسی کیسی بے ادبی اور گستاخینکا مصدر
 بنا فعدون باللہ من الجہل والغویۃ - اور بعضوں کو اس مقام میں یہ بھی خدشہ
 ہوتا ہی کہ جب آن واحد میں مجالس متعددہ ذکر میلاد برکت و سعادت بذیان
 اما کن مختلفہ میں منعقد ہووین اوسوقت حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کا بذات واحد و بآن واحد اور ساری مجالسوں میں کیونکر ہوسکتا ہی اوسکا جواب
 اولاً - یہ ہی کہ ہم صرف یہی کہتے ہیں کہ حضور آنحضرت کا کسی ایک مجلس
 ذکر میلاد شریف میں جسکو لیاقت و قابلیت آپکے حضور اور مقبولیت کی حاصل
 ہو جائز ہی اور وہ بھی تمام اوقات مجلس کے کسی ایک وقت خاص میں نہ یہ
 کہ حضور آپکا ساری مجالس مولود میں ابتدا سے لے انتہا تک راجب ہی نواب
 یہ بھی ہوسکتا ہی کہ آپ ایک ہی مجلس کو مشرق فرمائیں اور باقی مجالس
 محروم رہ جائیں اور یہ بھی ممکن ہی کہ ایک لحظہ ایک مجلس میں اور دوسرے

لمحہ دوسری مجلس میں رونق افروز ہوں اور ٹانیا - پہہ کہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ حضور آپکا چار طریقے پر ممکن ہی ایک اونمیں سے شہود برفع حجاب اور بطی الارض ہی یعنی پردے اور حائلوں کے اوٹھ جانے اور زمین کے سمت جانے سے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مقدس میں متمکن اور رونق افروز رہیں اور پردے و حجاب جو آپکے اور اوس مکان کے درمیان جہان شہود و حضور مظلور ہو حائل ہوں اوٹھ جائیں اور بعد مسافت بھی زمین کے سمت جانے سے باقی نہ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعین عنایت اوس مجلس سعادت نصیب کو مشرف بملاحظہ فرمائیں پھر اس صورت میں تو ممکن ہی کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم اپنے روضہ مذکورہ میں متمکن اور رونق بخش رہیں اور انکھی آن میں ساری مجالس متعددہ اور اماکن مختلفہ آپکے سعادت مشاہدہ اور کرامت ملاحظہ سے مشرف اور مسعود ہو جائیں ثالثاً - پہہ کہ اگرچہ وجود ذات واحد بآن واحد امکان متعددہ میں بعقل قاصر اور فہم ظاہر مستبعد اور محال ہی لیکن درحقیقت بنظر کرامات اولیا پہہ امر محال محض آسان اور ممکن الوقوع ہی بلکہ سیکڑوں شواہد اس کے جو اولیاء کرام سے وقوع میں آئے ہیں موجود ہیں جیسا کہ حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں اوسکی تصریح فرمائی ہے اور جب آپکے غلامان درگاہ اور خادمان بارگاہ سے ایسے سیکڑوں کرامات اور خوارق عادات صادر ہوئے ہوں جیسا کتاب نفحات الانس اور تذکرۃ الاولیا اور سفینۃ الاولیا اور شواہد النبوة اور مدارج النبوة وغیرہ سے بخوبی ثابت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تینوں مدارج علیہ رسالت و نبوت و ولایت کے جامع بلکہ ہر ہر درجہ میں افضل و اکمل ہیں اس کے صادر ہونے میں کونسے تامل و تعجب کی جگہ ہے اب ہم یہاں ایسی دو روایتیں ایراد کرتے ہیں جو صراحتاً اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد انتقال فرمانے اس عالم حسی سے جس جگہ چاہیں

بحکم الہی بذات شریف مع جسد نظیف رونق افروز ہو سکتے ہیں اوسی طرح جیسے حالت حیات میں ہر جگہ تشریف فرما ہوتے تو پہلی روایت کو حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مائتہ بالسنة میں جامع الاصول سے بسند ترمذی نقل فرمایا ہی عن سلمیٰ امرأة من الانصار قالت دخلت علی ام سلمة رضي الله عنها و هي تبكي فقلت ما يبكيك قالت رايت الآن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام على رأسه و لحيته التراب و هو يبكي فقلت مالک یا رسول الله قال شهدت قتل الحسين آنفا * روایت ہی سلمیٰ سے جو ایک عورت انصار میں سے تھی کہا اوسنے کہ حاضر ہوئی میں جناب میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضي الله عنها کے جس حال میں کہ حضرت ام المؤمنین روزہیں تھیں پھر کہا میں نے کونسی چیز رولاتی ہی آپکو فرمایا حضرت ام المؤمنین نے دیکھا میں نے اسی وقت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو خواب میں کہ آپکے سون مبارک اور ریش مقدس برگرد و غبار بڑے ہیں اور آپ روتے ہیں پھر کہا میں نے کیا حال ہی آپکا یا رسول اللہ فرمایا حاضر ہوا میں ابھی مقتل حسین پر رضي الله عنه اور دوسری روایت کو حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں بیہقی کے دلائل الذبوحہ سے نقل کی ہی عن ابن عباس رضي الله عنه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم نصف النهار اشعث اغبر و بیده قارورة فيها دم فقلت بابي انت و امي یا رسول الله ما هذا قال دم الحسين و اصحابه لم ازل النقطه منذ اليوم فاحصى ذلك اليوم فوجد وہ قتل يومئذ * روایت ہی ابن عباس رضي الله عنه سے فرمایا انہوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یعنی خواب میں) دو پہر کے وقت زلیدہ مو اور غبار آلود اور آپکے دست مبارک میں ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا پھر کہا میں نے (فدا ہوں آپ پر میرے باپ اور ما) اے رسول خدا یہ کیا ہی فرمایا آپ نے یہہ خون مئی حسین کا اور انکے اصحاب کا رضي الله عنهم اجمعین برابر جمع کرتا رہا میں

اوسکو آجکے دن پھر حساب کیا گیا وہ دن تو پایا لوگوں نے کہ اوسی دن قتل کئے گئے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پس اب ان دونوں روایتوں سے جنکا حاصل ایک ہی ہے چند فائدے نکلے اول یہ کہ حادثات دنیا اور حالات اہل دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوا کرتے ہیں جس طرح خداوند تعالیٰ کو منظور ہو خواہ آپکے اوسمیں تشریف لانے سے یا باعلام الہی پھر اعلام الہی بلا واسطہ ہو یا بواسطہ خواہ بذریعۃ الہام یا برفع حجاب یعدی ہر دونکے آئینہ جالے سے جیسا حالت حیات میں ہوا کرتا تھا دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر قدرت بخشی ہے کہ آپ بذات شریف ساتھ جسد مذیف کے جسوقت جس جگہ چاہیں اور قصد فرماویں تشریف لیجائیں اور رونق افروز ہوویں کیونکہ غبار آلود ہونا چہرہ شریف کا گرد پڑنا سروریش مبارک پر رونا اور آنسو بہانا صاف دلائل ہیں واضح ہیں اس امر پر کہ حضور آپکا مقتل پر اپنے قرۃ العین حضرت حسین رضی اللہ عنہ فی الکونین کے ساتھ جسد شریف کے تھا تیسرا یہ ہے کہ جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں اور محبوں کی موت کے وقت وہاں تشریف قدوم آرزائی فرماویں جیسا حالت حیات میں تشریف فرما ہوا کرتے شرح الصدور اور دوسری کذب معتمدہ میں لکھا ہے کہ ارواح مومنین انکے اقربا کے مرتے وقت حاضر ہوتے ہیں چوتھا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد مطلع ہونے اوپر کسی حادثہ جانکاہ کے جو آپکے دوستوں اور محبوں کو پہنچے غمگین اور ملول ہوتے ہیں جیسا حالت حیات میں ہوا کرتے افسوس ہی اوپر قاتلان جگر گوشہ حضرت خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع و مشفع یوم الدین کے اور افسوس ہی معین و مددگاروں پر ان قاتلوں کے اور انکے حکم دینے والوں پر کہ کیونکر بعد اس جسارت پر شقاوت کے پھر آپہی کی شفاعت کے امیدوار ہیں و نعم ما قیل فی هذا المعنی * شعر *

اَترَ جَوَامِعُ قَتَلَتْ حُسَيْنًا * شَعَاعَةُ جَدَّةٍ یَوْمَ الْحِسَابِ *

بیٹ

• از خصم توان رست بتائید شفیع • آنجا کہ شود خصم شفیعۂ چہ شود •

پانچواں یہ کہ جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کسی ایسی مصیبت کی خبر جو آپ کے کسی حبیب و قریب کو پہنچے اس کے کسی دوسرے منخلص کو بطور تعزیت کے ارشاد فرماویں جیسا کہ یہ خبر مصیبت اثر شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہ یہ دونوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کمال الفت و محبت رکھتے اور ہمیشہ ان کی شہادت سے ترسان اور ہوسان رہتے تھے پہنچایا • چہنچا یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر قضائے مہم کے واقف ہوتے ہیں تسلیم اور رضا اختیار کرتے اور اس کے وقوع کے وقت صبر و شکیبائی فرماتے ہیں جیسا کہ حالت حیات میں فرمایا کرتے •

پس اب ان روایات اور ان وجوہات سے واضح اور لائح ہوا کہ حیات و ممات حق میں اوس قبلہ حاجات اور مرجع مرادات کے جمیع صفات و کمالات اور صدور معجزات اور وقوع خوارق عادات اور ترحمات و تلافیات میں مساوی الدرجات ہی اب ایک اور دوسری روایت جو اوپر کی روایتوں اور تقریروں کو بڑی تائید بخشتی ہی بیان کی جاتی ہی کتاب بحکۃ الاسرار میں ایسی سندوں سے کہ اونہیں دوسے زائد وسائل نہیں ہیں یہ روایت لکھی ہی کہ ایک دن حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہ کرسی عظمت و جلالت پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے اور قریب دس ہزار آدمیوں کے مجلس و عظ میں حاضر تھے اور شیخ علی ابن ہینقی پاسے کرسی بیٹھے تھے کہ یکایک شیخ علی موصوف کو ایک نیزہ ہی طاری ہوئی پس حضرت غوث الاعظم نے بخطاب قوم فرمایا اسکوتوا یعنی چپ ہو جاؤ فوراً سبکے سب چپ ہو گئے بھراؤ تو اُنے حضرت ممدوح کرسی وعظ سے اور شیخ علی

موصوف کے سامنے با ادب کہتے ہو کر اونکی طرف دیکھنے لگے پھر جب بیدار ہوئے شیخ علی موصوف فرمایا اونکو حضرت غوث الاعظم نے دیکھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہا شیخ موصوف نے ہاں دیکھا فرمایا حضرت غوث نے اسی لئے ادب کیا ہم نے اور آکھتے ہوئے تمہارے سامنے پھر پوچھا حضرت غوث نے کس چیز کی وصیت فرمائی تمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپکی مجلس کی ملازمت کرنے کی - شیخ علی کہتے ہیں کہ جو کچھ میں خواب میں دیکھا حضرت غوث نے وہ سب بیداری میں مشاہدہ فرمایا انتہی من الشرح الدہلوی اب یہہ قصہ حضرت غوث الاعظم اور شیخ علی ہدایتی کا صف دلالت کرتا ہی اسبات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ علی موصوف کو اس کے خواب میں بذات شریف و بجمہ طیف اپنا دیدار سعادت آثار بخشا اور اپنی ملازمت با برکت و سعادت سے مشرف اور ممتاز فرمایا کیونکہ اگر یہہ بات نہوتی تو حضرت غوث کا اتنا ادب اور اتنا اکرام اور وہ سکوت و قیام کیوں اور کس لئے تھا فتدبروا و تفکروا اور اسی طرح بعض دوسرے عرفائے محافل قدسی مشاکل ذکر میلان برکت و سعادت بذاں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پچشم ظاہری مشاہدہ کیا ہی جیسا کہ مولوی محمد سعید ولد قاضی القضاۃ مدراس مولوی محمد صبغة اللہ الشافعی سلمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے اوس رسالے میں جسکو انہوں نے باثبات عمل مولد شریف اور رد اقوال منکران میلاد عموما اور ابطال اسناد مولوی الہدایہ خصوصاً تحریرات اخبار نامہ دور بین پر ابتدا کر کے تالیف کیا ہی اور وہ رسالہ سنہ ۱۲۷۶ ع میں شہر مدراس کے مطبع رحمانی صبح صادق میں چھپ گیا ہی اور شہر کلکتہ میں بھی اکثر نسخے اس کے پہنچ گئے ہیں یہہ لکھا ہی کہ ہد جلیل یوسف بن محمد المطاح الہدایہ نے جو مکہ معظمہ کے فحول علمائے متاخرین میں سے ہیں یہہ ارقام فرمائیے لامانع من حضور روحہ الشریف اومثال

ذاتہ فقد صحیح ائمہ من العلماء و جود المثل و قد ذکر العلامة السيوطي في كتابه شرح الصدور ان ذلك صحيح الى قوله و اما مشاهدة حضوره صلى الله عليه وسلم فقد اخبرني الثقة من اهل الصلاح انهم شاهدوه صلى الله عليه وسلم مرارا عند قراءة المولد الشريف و عند ختم القرآن و بعض الاحاديث و قد اشتهر حضور روحه صلى الله عليه وسلم عند انشاد القصيدة المشهورة بقصيدة السيد ابى جعفر و هي مشهورة الفضل و البركة انتهى خلاصه مطالب اس عبارت کا یہہ ہی کہ آپکی روح شریف یا مثال ذات منیف کے موضع ماسوالے قبر شریف میں رونق افروز ہونے کی کوئی شی مانع نہیں یعنی حضور آپکا جہان آپکو منظور ہو ممکن الوقوع ہی اور صحیح راءا ہی اسکو (یعنی اعتقاد امکان حضور کو) ائمہ علمائے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب شرح الصدور میں ذکر فرمایا ہی کہ یہہ صحیح ہی یہاں تک کہ یہہ لکھا ہی کہ در باب مشاہدہ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دی ہے کہ بہت سے ثقات اہل صلاح نے کہ بارہا مشاہدہ کیا ہی اولوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مولد شریف کے پڑھتے وقت اور قرآن شریف کے ختم کرتے وقت اور بعض احادیث کے پڑھتے پڑھاتے وقت اور سید ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ مشہورۃ الفضل والبرکۃ کے پڑھتے وقت تو آپکی روح شریف کا تشریف لانا بہت ہی مشہور ہی اب اعتقاد کرنا کسی مسلمان کا باین طور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات شریف خواہ بجسد لطیف یا بجمرد روح نظیف یا بمثال منیف کسی ایک مجلس میں مجلاس میلاد شریف کے ساعات قرأت مولد شریف کے کسی ایک جزو میں بشرط قابلیت و مقبولیت اوس مجلس کے رونق افزا ہوتے اور اہل مجلس کو سرفراز فرماتے ہیں بیشک و شبہہ درست ہی اور اسطرح اذعان اسبات کا کہ امید ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے پردے اور حائلوں کو اڑتھا دیوے اور زمین بھی بحکم الہی سمت جارے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ایک مجلس مواد

شریف کی طرف متوجہ کر دے پھر آنحضرت بعین عنایت اور بظنِ رافت و شفقت اوس محفل کو ملاحظہ فرماویں اور حاضرین مجلس کو باین سعادت عظمیٰ اور شرافت کبریٰ مسعود و مشرف فرماویں لاریب حق اور ثابت ہی پس جب رونق افزائی آنحضرت باحتمال غالب ثابت ہوئی تو اب علمائے کرام وقفہ ہائے عظام نے ایک جزء خاص کو ساعاتِ قرأت مولدِ شریف کے واسطے قیام بغرض اعظام و اکرام کے مقرر فرمایا اور چونکہ بیشتر تشریف بخشی حضرت بوقت ذکر ولادت سراسر برکت و سعادت کے وقوع میں آئی ہی اسلئے بروایت الحکم بالغالب کے علی العموم اوسی وقت خاص کو واسطے قیام کے تجویز فرمایا چنانچہ یہی تجویز حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلام میں معمول بہ اور جاری ہی اب کسی مخالف و معاند کا محض ازراہ عذابِ جبلّی کے اس خلاف پر اصرار و استبداد کرنا سوائے گستاخی و بے ادبی بحضرت رسالت مآب کے اور کیا ہو سکتا ہی امان نالہ و سائر المسلمین من امثال هذه الجسارة والاقدام باساعة الادب الی حضرت سید الانام صاحب الکونین و المقام و وفقنا بافداء نفوسنا و اهداء ارواحنا بتعظیمہ علیہ الصلوٰۃ و السلام الی یوم البعث و القیام اب باقی رہا اعتقاد بعض عوام کالانعام کا باین کیفیت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس مولودِ شریف میں تشریف لاتے ہیں سو یہہ اعتقاد البتہ بلا دلیل اور ہرگز قابل اعتماد اور لائق اعتبار نہیں ہی بلکہ اوس عقیدے کو خطا اور غلط سمجھا چاہئے اور اسکے قائلین کو گستاخ و بے ادب کہا چاہئے کیونکہ بعض مجلسین تو ہمارے جانے کی بھی قابلیت نہیں رکھتیں پھر کیونکر حضرت رسالت مآب کی تشریف فرمائی کی لائق ہونگی مگر انکے زعم باطل کو بھی مثل مخالفین کے شرک نہ سمجھا چاہئے کیونکہ شرک کے معنی شرعاً یہہ ہیں کہ کسی دوسرے کو ذات واجب تعالیٰ کا شریک کر دے انسا جیسا گبر و آتش پرستوں کا عقیدہ ہی کہ وہ در شخص واجب الوجود کو بالتشارك خالق اشیا سمجھتے ہیں اور

ایک کو یزدان یعنی خالق خیر اور دوسرے کو اہرمن یعنی خالق شر کہتے ہیں یا کسی دوسرے کو صفات مختصہ باری تعالیٰ میں شریک سمجھنا جیسا ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ وہ اپنے دیوتاؤں میں سے کسی کو خالق اور کسی کو رزق اور کسی کو پانی برسانے والا اور کسی کو لڑکا دینے والا اور کسی کو مارنے والا اور کسی کو جلانے والا اسی طرح ایک ایک کو ایک ایک صفت مختص باری تعالیٰ میں شریک سمجھتے ہیں۔ سو اس زعم مذکور میں ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت پائی نہیں جاتی اور اسی طرح اعتقاد کرنا اس امر کا کہ روح ہر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان میں زمین و آسمان اور مابین ان دونوں کے ہر زمانے و ہر آن میں ہمیشہ موجود اور حاضر ہے یہ اعتقاد بھی باطل اور نامقبول ہے۔ ہمنے تو کبھی ایسا اعتقاد کسی مسلمان سے سنا ہی نہیں۔ ولو فرضنا اگر کوئی جاہل ایسا اعتقاد باطل رکھتا بھی ہو تو اعمالے دیندار پر واجب ہے کہ ہر طرح وعظ و نصیحت سے اس عقیدہ فاسدہ کو اس کے دل سے دور کریں نہ یہ کہ عمل مولد شریف کو قبیح اور مکروہ کہنے لگیں کیونکہ اس اعتقاد نے بنیاد کو عمل مولد شریف کے ساتھ کونسا تعاقب اور کیا مناسبت ہے اسکی صورت تو بعینہا ویسی ہی ہے کہ ایک جاہل بہ نسبت کعبہ معظمہ کے باعتبار لفظ بیت اللہ کے یہ زعم کرے کہ کعبہ خدا کے رخص کا گھر ہے اور خدا اس کے اندر موجود ہے تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا اس جاہل کو اس اعتقاد سے باز رکھا جائے یا نعوذ باللہ کعبہ کو گھا دینے کی فکر کرنی چاہئے اللہم وفقنا بجاہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام باجراء هذا العمل الخیر علی المولود الشریف عاماً بعد عام و ایدنا بابطال الاقاویل اللایخۃ الی اشاعہا بعض من الفرق الخاطیۃ و اهد اللہم تلك الفرق الی المنہج القویم والصراط المستقیم و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین *

Patron.

THE HON'BLE CECIL BEADON,
Lieutenant-Governor of Bengal.

President

Of the Society and of the Committee of Management.
MAULVIE MAHOMED WUJEEH.

Vice-Presidents.

KAZEE ABDOOL BARREE,
AND
MOULVIE HAFIZ AJEEB AHMUD.

Members of the Committee of Management.

MOONSHEE AMEER ALLY KHAN BAHADOOR.
MOULVIE SYUD AZUMOODDEEN HUSSUN KHAN BAHADOOR
MOULVIE ABBASS ALLY KHAN.
MOONSHEE HUBEEBOOL HUSSUN.
MOONSHEE SUFDUR ALLY KHAN.
NAKHODA HUSSUN IBRAHEEM BIN JOUHUR.
MOULVIE MAHOMED ABDOOR ROWOOF
MOULVIE DULLEELLOODDEEN AHMUD KHAN BAHADOOR.
MOULVIE ABDOOL HUKHEEM.
MOULVIE ABDOOL HUCK.

Secretary of the Society and Member and Secretary of the Committee of Management.

MOULVIE ABDOOL LUTEEF KHAN BAHADOOR.

No. 1.

A DISCOURSE

IN OORDOO

ON

THE CELEBRATION OF THE CEREMONY OF
MOULUD-I-SHUREEF

OR THE

PUBLIC RECITAL OF THE LIFE OF THE PROPHET

(Being an Abridgment of a Pamphlet by Moulvie Mahomed Wujeeh.)

DELIVERED

BY

Moulvie Abdool Dukcem,

AT THE SECOND AND THIRD MONTHLY MEETINGS OF THE
MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY

HELD AT THE RESIDENCE OF

MOULVIE ABDOOL LUTEEF KHAN BAILADOOR,

On the 13th May and 15th June, 1863.

Published by the Mahomedan Literary Society.

CALCUTTA:

PRINTED AT THE BAPTIST MISSION PRESS.

1865.

THE CALCUTTA MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY—First Year.

No. 1.

A DISCOURSE
IN OORDOO

ON

THE CELEBRATION OF THE CEREMONY OF
MOULUD-I-SHUREEF

OR THE

PUBLIC RECITAL OF THE LIFE OF THE PROPHET

(Being an Abridgment of a Pamphlet by Moulvie Mahomed Wajeeh.)

DELIVERED

BY

Moulvie Abdool Huqueem,

AT THE SECOND AND THIRD MONTHLY MEETINGS OF THE
MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY

HELD AT THE RESIDENCE OF

MOULVIE ABDOOL LUTEEF KHAN BAHADOOR,

On the 13th May and 15th June, 1863.

Published by the Mahomedan Literary Society.

CALCUTTA:

PRINTED AT THE BAPTIST MISSION PRESS.

1865.

